# معرفتِ عللِ حدیث میں امام دار قطنیؒ کا مقام

حافظ محمد شریف شاکر*

حافظ مسعود قاسم**

''معرفتِ علل حدیث'' کا علم صحیح وسقیم اور جرح وتعدیل کے علاوہ ایک مستقل علم ہے(۱)۔ یہ علم، علوم حدیث میں دقیق اور مشکل سمجھا گیا ہے کیوں کہ اس کے لیے وفیات ومو الید اور لقاء وعدم لقاء پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ طرقِ حدیث اور رُواۃِ حدیث کے اختلاف اور ان کے ضبط اتقان سے اچھی طرح باخبر ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے محدثین کہتے ہیں کہ یہ فن، علوم حدیث میں انتہائی دقیق اور مشکل ترین ہے بلکہ تمام علوم کی چوٹی کی حیثیت رکھتا ہے اور تمام علوم سے اعلیٰ واشرف سمجھا گیا ہے۔ اس علم پر وہی لوگ قدرت حاصل کر سکتے ہیں جو حفظ حدیث اور اطلاعِ حدیث کے اہل اور روشن فہم کے مالک ہوں، اسی لیے اس فن میں امام ابن مدینی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یعقوب بن شیبہ، امام ابو حاتم، ابوزرعہ رازی، امام ترمذی اور امام دارقطنی جیسے چند محدثین کے سوا کوئی گفت گو نہیں کر سکا(۲)۔

## تعارف:

حافظِ کبیر شیخ الاسلام، حدیث اور علوم حدیث کے ماہر امیر المومنین فی الحدیث امام دارقطنی کا اسم گرامی علی بن عمر بن احمد بن مسعود اور کنیت ابوالحسن ہے۔ دارقطن کی طرف نسبت سے دارقطنی کہا جاتا ہے۔ آپ ماہِ ذی قعد ۳۰٦ھ میں بغداد کے محلّہ دارقطن میں پیدا ہوئے(۳)۔ آپ کے بارے میں خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ امام دارقطنی یگانہ روز گار، زمانہ کے سردار اور صفات محمودہ میں لاثانی تھے۔ آپ صداقت، ثقاہت اور عقیدہ کی صحت کے ساتھ ساتھ علمِ حدیث کے علاوہ دیگر علوم مثلاً قرأت، معرفتِ مذاہبِ علماء پر بھی دسترس رکھتے تھے(۴)۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں: ''دارقطنی نے کوفہ، بصرہ اور واسط میں بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور کہولت میں شام، اور مصر کا سفر اختیار کیا تو وہاں قاضی ابوطاہر اور اس کے طبقہ سے سماع کیا''(۵)۔ امام دارقطنی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوتِ حافظہ کا وافر حصہ ملا تھا۔ آپ کے حافظہ کے بارے میں ابوالقاسم الازہری فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی کو اپنی نوعمری میں محدث اسماعیل صفار کی مجلسِ املا میں حاضر ہونے کا موقع ملا، محدث اسماعیل املاء کروا رہے تھے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے دارقطنی سے کہا: تم اپنا لکھ رہے ہو لہٰذا تمہارا سماع صحیح نہیں ہوگا۔ دارقطنی بولے: میرا ذوق وفہم تم جیسا نہیں ہے اور ساتھ ہی دار

---

*پروفیسر (ر)، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

**لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ایگریکلچر، فیصل آباد، پاکستان۔

قطنی نے سوال کر دیا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ شیخ نے کس قدر روایات لکھوائی ہیں؟ اس شخص نے نفی میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ: شیخ نے اٹھارہ حدیثیں لکھوائی ہیں۔ پہلی حدیث فلاں راوی سے اس متن کے ساتھ روایت کی گئی ہے، حتی کہ آپ نے اٹھارہ احادیث مع اسناد سنا دیں تو لوگوں کو اس پر تعجب ہوا(٦)۔

امام حاکم فرماتے ہیں کہ:

> ''دار قطنی حفظ وفہم اور زہد و ورع میں یگانہ روزگار تھے۔ نحو و قراءت کے امام تھے، (امام حاکم فرماتے ہیں کہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے بعد زمین پر آپ جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آپ ۸ ذی قعدہ ۳۸۵ھ کو بغداد میں فوت ہوئے۔ اور معروف کرخی کے قریب دفن ہوئے''(۷)

امام دارقطنی نے حدیث، علوم حدیث، اسماء الرجال، علل الحدیث اور علم القراءات پر قلم اٹھایا۔ آپ کی مؤلفات کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ ان میں سے آپ کی ایک اہم تالیف ''العلل'' کے موضوع پر ہے؛ بعض نے اسے ''**کتاب العلل فی الحدیث**''، بعض نے صرف ''**العلل**'' اور بعض نے ''**لہٗ کتاب فی العلل**'' کے الفاظ سے ذکر کیا ہے اور بعض نے مخطوطات میں اس کتاب کا ذکر ''**العلل الواردة فی الاحادیث النبویة**'' کے نام سے کیا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امام دارقطنی نے احادیث نبویہ میں وارد ہونے والی علل کے بارے میں ایک بڑی کتاب تحریر فرمائی ہے(۸)۔ جو ''علل دارقطنی'' کے نام سے معروف ہے۔

## اس کتاب کی دارقطنی کی طرف نسبت کی توثیق:

اس کے ثبوت کے لیے ایسے قدیم نسخہ کی دست یابی ضروری ہے جس میں مولف تک متصل سند فراہم ہو سکے۔ لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود جس قدر ''عللِ دارقطنی'' کے نسخے دستیاب ہیں کسی میں بھی مولف تک متصل سند نہیں پہنچتی، اس لیے ایسے قرائن جمع کرنا ضروری ہیں جو گم گشتہ سلسلۂ اسناد کا قائم مقام ثابت ہو سکیں۔ یہ قرائن مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا قرینہ:

اس بات کی پہلی دلیل کہ یہی علل، عللِ دارقطنی ہے، یہ ہے کہ اس نسخہ میں وارد ہونے والی تمام اسناد کا آغاز دارقطنی کے شیوخ سے ہوتا ہے۔

مثلاً: (۱) ابراہیم بن حماد بن اسحاق ابو اسحاق الازدی (م-۳۲۳ھ)، اس استاذ کے طریق سے دارقطنی نے تیس احادیث روایت کی ہیں(۹)۔

(۲) احمد بن عبداللہ بن محمد ابو بکر وکیل الصخرة (م-۳۲۵ھ) کے طریق سے امام موصوف نے چالیس احادیث روایت کی ہیں۔

(۳) احمد بن محمد بن سعید ابوالعباس ابن عقدہ (م-۳۳۲ھ) کے طریق سے دارقطنی نے بیس احادیث لی ہیں(۱۰)۔

ان کے علاوہ اور بہت سے شیوخ ہیں جن سے امام دارقطنی نے اس کتاب میں احادیث روایت کی ہیں(۱۱)۔

دوسرا قرینہ:

اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ بہت سے ائمہ کرام نے بعض وہ احادیث امام دارقطنی کی کتاب العلل کی طرف منسوب کی ہیں جو واقعۃً اس کتاب میں موجود ہیں۔مثلاً: ابومحمد عبداللہ بن یوسف الزیلعی (۱۲) حدیث ''**رفع القلم عن ثلاثة**'' کے بارے میں کہتے ہیں:

''قال الدارقطنی فی کتاب العلل هذا حدیث یرویه ابو ظبیان، واختلف عنه، فرواه سلیمان الاعمش عنه واختلف علیه فرواه جریر بن حازم عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس فرفعه الی النبیﷺ عن علی وعمر و تفرد به ابن وهب عن جریر بن حازم وخالفه ابن فضیل، ووکیع،فروياه عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس عن علی و عمر موقوفاً ، ورواه عمار بن زریق عن الاعمش عن ابی ظبیان موقوفاً و لم یذکر ابن عباس؛ وکذلک رواه سعید بن عبیدة عن ابی ظبیان موقوفاً، ولم یذکر ابن عباس؛ ورواه ابوحصین عن ابی ظبیان عن ابن عباس عن علی و عمر موقوفاً واختلف عنه فقیل : عن ابی ظبیان عن علی موقوفاً ، قاله ابو بکر بن عیاش ، وشریک عن ابی حصین ، ورواه عطاء ابن السائب عن ابی ظبیان عن علی و عمر مرفوعاً ، حدث به عنه حماد بن سلمة و ابو الاحوص و جریر بن عبدالحمید و عبدالعزیز بن عبدالصمد وغیرهم ، وقول وکیع و ابن فضیل اشبه بالصواب''(۱۳)

اس کے بعد علامہ الزیلعی مزید لکھتے ہیں:

''فسئل فی علَلِه هل لقی ابو ظبیان علیاً و عمر؟ فقال، نعم''(۱۴)

یہ الفاظ بعینہ کتاب العلل میں موجود ہیں(۱۵)۔

زیلعی نے نصب الرایۃ میں کئی مقامات پر دارقطنی سے علل کی بابت نقل کیا ہے جو اسی نص کے ساتھ علل الدارقطنی میں موجود ہے۔لٰہذا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہی کتاب العلل دارقطنی کی تالیف ہے۔

حسب ذیل مقامات دیکھنے سے یہ دعویٰ سچ ثابت ہو جاتا ہے۔علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

(۱)"وقد روی هذا لحديث عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن ابی رواد عن مالک عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابی سعيد الخدری ، ولم يتابع عليه وانما رواه الحفاظ عن مالک عن يحيی بن سعيد عن محمد بن ابراهيم التيمی عن علقمة بن وقاص عن عمر وهو الصواب" (۱۶)

امام دارقطنی ایک حدیث کی سند کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲)"هذا حديث يرويه محمد بن المنكدر، واختلف عنه فرواه ابن ابی فديک عن الضحاک بن عثمان عن محمد بن المنكدر عن عبدالرحمن بن يربوع عن ابی بكر، حدثنا به يحيی بن محمد بن صاعد املاءً قال: ثنا يحیٰ بن المغيرة ابو سلمة، قال ثنا ابن ابی فديک عن الضحاک بن عثمان عن ابن المنكدر عن عبدالرحمن بن يربوع عن ابی بكر الصديق، قال: سئل رسول الله ﷺ عن افضل الاعمال قال: العج والثج. وقال ضرار بن صُرد عن ابی فديک عن الضحاک عن ابن المنكدر عن سعيد بن عبدالرحمن بن يربوع عن ابيه.

ورواه الواقدی عن ربيعة بن عثمان عن الضحاک بن عثمان عن ابن المنكدر عن سعيد بن عبدالرحمن بن يربوع عن ابيه. وقال الواقدی ايضاً:عن المنكدر بن محمد عن ابيه عن عبدالرحمن بن سعيد بن يربوع عن جبير بن الحويرث عن ابی بكر. والقول الاول اشبه بالصواب وقال اهل النسب: انه عبدالرحمن بن سعيد بن يربوع ومن قال: سعيد بن عبدالرحمن فقد وهم والله اعلم"(۱۷)

(۳) نصب الرایہ اور علل الدارقطنی کا ایک اور مقام ملاحظہ کیجیے! ابن یوسف الزیلعی لکھتے ہیں:

"وقال الدارقطنی فی كتاب العلل وحديث الصبی بن معبد هذا حديث صحيح واصحُه اسنادا حديث منصور عن (۱۸) الاعمش عن ابی وائل عن الصبی عن عمر"(۱۹)

بعینہ یہی الفاظ علل الدارقطنی میں سوال نمبر۱۹۲ کے تحت مذکور ہیں۔امام دارقطنی فرماتے ہیں:

"ورواه ...... عن الصبی بن معبد عن عمر و هو حديث صحيح ، واحسنها اسنادا

حديث منصور و الاعمش عن ابى وائل عن الصبى عن عمر "(۲۰)

(۴) تصدیق نسبۃ الکتاب کے لیے مزید دیکھیے:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وذكر الدارقطنى فى العلل ان فى رواية شريك وغيره عن اسماعيل بن ابى خالد فى حديث الباب انها زينب بنت عوف قال: وذكر ابن عيينة عن اسماعيل انها جدة ابراهيم بن المهاجر "(۲۱)

یہ عبارت کتاب العلل للدارقطنی میں موجود عبارت کے مطابق ہے۔

(۵) حافظ ابن حجر نے "التلخيص الحبير" میں اس حدیث "لم يكن يحجب النبى ﷺ عن القرآن شىء سوى الجنابة "(۲۲)

(آنحضرت کو سوائے جنابت کے کوئی چیز قرآن سے مانع نہیں ہوا کرتی تھی) کے تحت ذکر کیا ہے۔

"حكى الدار قطنى فى العلل ان بعضهم رواه عن عمرو بن مرة عن ابى البخترى عن على و خطأ هذه الرواية." (۲۳)

اور امام دارقطنی نے یوں لکھا ہے:

"ابو جعفر الرازى وجنادة بن مسلم و محمد بن فضيل فرووه عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن ابى البخترى عن على الا أن ابن فضيل وقفه والاخران رفعاه"(۲۴)

امام دارقطنی مزید فرماتے ہیں:

" فرواه عيسى بن يونس عن الاعمش عن عمرو بن مرة .على الصواب .عن عبدالله بن سلمة عن على"(۲۵)

اس کے بعد امام دارقطنی قولِ فیصل کے طور پر فرماتے ہیں کہ بات اسی کی درست ہے جس نے "عن عمرو بن مرة عن عبدالله ابن سلمة عن على" (۲۶) کہا ہے۔

امام دارقطنی کی یہ عبارتیں اور "التلخيص الحبير" میں ان کی طرف منسوب عبارتیں آپس میں مطابقت رکھتی ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری اور التلخیص میں علل کے بارے میں بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ جسے ہم کتاب العلل میں

دارقطنی کی ذکر کردہ علل کے مطابق پاتے ہیں۔ بطور مثال فتح الباری اور التلخیص کے مندرجہ ذیل صفحات مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں۔

| فتح الباری | العلل للدارقطنی |
| --- | --- |
| ج۴:ص۱۷۶،۱۷۷ | ج۳:۱۹۲۔۱۹۵(سوال نمبر ۳۵۵) |
| ج۶:ص۵۲۳ | ج۳:ص۱۹۷،۱۹۸(سوال نمبر ۳۵۸) |
| التلخیص | العلل للدارقطنی |
| ج۱:ص۱۸۳،۱۸۴ | ج۳:ص۲۷(سوال نمبر ۲۹۱) |
| ج۲:ص۲۳۵ | ج۱:۲۷۱(سوال نمبر ۶۲) |
| ج۳:ص۱۶ | ج۳:ص۲۷۴(سوال نمبر ۴۰۱) |

(۶) حافظ ابن حجر نے حسن بن عبیداللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

''وضعفه الدارقطنی بالنسبة للاعمش فقال فی العلل بعد ان ذکر حدیثا للحسن خالفه الاعمش ، لیس بالقوی ولا یقاس بالاعمش''(۲۷)

امام دارقطنی کے حسن بن عبیداللہ کے بارے میں ''**لیس بالقوی ولا یقاس بالاعمش**'' بعینہ یہی الفاظ کتاب العلل (۲۸) میں موجود ہیں، جس سے کتاب کی امام دارقطنی کی طرف نسبت کی توثیق ہوتی ہے۔

تیسرا قرینہ:

خطیب بغدادی ابوبکر البرقانی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر برقانی نے کہا: ''میں ابومسلم بن مہران الحافظ کے سامنے دارقطنی کا اکثر ذکر کیا کرتا اور ان کی تعریف وتوصیف کیا کرتا تھا تو ابومسلم نے مجھ سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ تم دارقطنی کے حافظہ کے وصف میں مبالغہ سے کام لیتے ہو! لہٰذا تم عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث رضراض کے بارے میں تو ان سے پوچھو!'' (برقانی کہتے ہیں) میں نے دارقطنی کے پاس جا کر ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سوال تمھارے اپنے سوالوں میں سے نہیں بلکہ یہ کسی اور کا کیا ہوا سوال ہے تو میں نے کہا: جی ہاں! دارقطنی نے کہا: تمھیں اس سوال پر کس نے اکسایا ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں بتا سکتا تو آپ نے کہا جب تک تم نام نہیں بتاؤ گے تب تک میں جواب نہیں دوں گا۔ تو میں نے آپ کو پورا قصہ کہ سنایا۔ تب دارقطنی نے حدیثِ رضراض (۲۹) اس کے مختلف طرق کے ساتھ املاء کروادی اور دارقطنی نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس میں (محمد بن اسماعیل) بخاری نے خطا کی ہے تو میں نے اس حدیث کو العلل میں شامل کرلیا (۳۰)۔

یہ حدیث کتاب العلل للدارقطنی کی مسند ابن مسعود میں اس طرح آئی ہے:

"وسئل عن حديث الرضراض بن اسعد عن ابن مسعود قال: "كنا نسلم على النبى ﷺ وهو فى الصلوة" فقال: هذا حديث يرويه مطرف بن طريف الحارثى واختلف عنه، فرواه محمد بن فضيل واسباط بن محمد و جرير بن عبدالحميد وغيرهم عن مطرف عن ابى الجهم سليمان بن الجهم عن الرضراض عن عبدالله بن مسعود، ورواه ابو كدينة يحيى بن المهلب عن مطرف عن ابى الجهم عن الرضراض قال، حدثنى قيس بن ثعلبة عن ابن مسعود" (۳۱)

امام دارقطنی سند کے اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"علی بن المدینی نے یہ حدیث المسند میں ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ میں اس حدیث کو متصل خیال کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ابو کدینہ کو مطرف سے روایت کرتے ہوئے دیکھا کہ اس رضراض اور ابن مسعود کے درمیان ایک اور شخص داخل کر دیا جسے قیس بن ثعلبہ کہا جاتا ہے اور یہ قیس غیر معروف ہے۔ اور رضراض اور ابن مسعود کے درمیان قیس کو داخل کرنا ابو کدینہ کا وہم ہے، صحیح قول اس شخص (راوی) کا ہے جس نے الرضراض عن ابن مسعود کہا ہے۔ اور ابو حمزہ سکری نے اس حدیث کو مطرف سے روایت کرنے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے: "عن ابی الجهم عن الرضراض رجل من بنی قيس بن ثعلبة عن ابن مسعود" اور اصل بات تو ابو حمزہ ہی کی ہے کیونکہ جن رواۃ کا ہم نے اس سے قبل ذکر کیا انہوں نے مطرف سے روایت کرنے میں ابو حمزہ کی متابعت کی ہے۔ اور اس حدیث کو قبیصہ بن لیث اسدی نے "مطرف عن الشعبی عن الرضراض عن ابن مسعود" سے روایت کیا ہے، اور شعبی کا ذکر کرنے میں اسے وہم ہوا ہے، اور صحیح "**عن مطرف عن ابی الجهم**" ہے۔ واللہ اعلم" (۳۲)

چوتھا قرینہ:

توثیق نسبۃ الکتاب کا چوتھا قرینہ املاء علل میں دارقطنی کا وہ اسلوب ہے جسے بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ دارقطنی روایتِ حدیث میں رواۃِ حدیث کے تمام اتفاق واختلاف کا ذکر کرتے ہیں۔

خطیب بغدادی نے برقانی سے دارقطنی کے املاءِ علل کا اسلوب اس طرح نقل کیا ہے:

"جب میں دارقطنی سے احادیث پر تعلیق لینا چاہتا تو دارقطنی احادیث کو ایک نظر دیکھ کر اپنے حافظہ کی مدد سے املاء کرواتے مثلاً آپ یوں فرماتے:

"حدیث الاعمش عن ابی وائل عن عبدالله بن مسعود ..الحدیث الفلانی اتفق فلان وفلان علی روایته، وخالفهما فلان" اور حدیث میں جو کچھ ہوتا، دارقطنی اسے ذکر کر دیتے" (۳۳)

اور یہ اسلوب ہمیں کتاب العلل میں جابجا ملتا ہے۔ علاوہ ازیں کتبِ تاریخ وتراجم میں حافظ ابن کثیر، سخاوی، الکتانی، ابن خیراور وغیرھم نے علل الدارقطنی کا ذکر کیا ہے (۳۴)۔

## علل دارقطنی کے قلمی نسخوں کی دستیابی:

اس سلسلہ میں فؤاد سیزگین نے علل الحدیث (للدارقطنی) کے نام سے بنکی پور ۲۵/۱۲/۱۵نمبر ۳۰۱ (جلد۲، آٹھویں صدی ہجری کا ۲۴۰ ورق پر مشتمل)، نمبر ۳۰۲ (جلد۳، ۱۳۰۹ھ کا ۲۶۰ ورق پر مشتمل)، نمبر ۳۰۳ (جلد۵، ۷۰۸ھ کا ۲۶۹ ورق پر مشتمل) نسخہ کی نشاندہی کی ہے (۳۵)۔

اور القاہرہ ثان ۱/۱۳۱، حدیث ۳۹۴ (جلد اول ۱۴۱ ورق، جلد سوم ۲۵۰ ورق، جلد چہارم ۱۳۹ ورق، جلد پنجم ۲۲۶ ورق پر مشتمل ۷۰۸ ہجری کے نسخہ کی بحوالہ فہرست معہد المخطوطات العربیۃ ۱/۸۷، القاہرہ ملحق ۲/۱۳۷) اور آصفیہ: ۱/۶۴۶، حدیث ۱۱۴۔ ۱۱۵، ۲ جلدوں (چہارم، پنجم) کی نشاندہی کی ہے (۳۶)۔

اس کا ایک قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ، القاہرہ میں نمبر ۳۹۴ کے تحت محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی صرف چار جلدیں :اول، ثالث، رابع اور خامس ہیں۔ پہلی جلد مسند ابی بکر سے شروع ہو کر مسند عبداللہ بن مسعود کے کچھ حصہ پر منتہی ہوتی ہے۔ اور یہ حصہ درمیان سے دیمک خوردہ ہے، اس میں مسند علی کا کچھ حصہ ناقص ہے، ایسا ہی باقی عشرہ مبشرہ کی مسانید کا حال ہے، مسند ابی بکر اور مسند عمر بن خطاب سے بھی ایک ایک ورق کی کمی ہے اور اس کی ترتیب بھی سلامت نہیں ہے، بعض ورق آگے پیچھے ہیں حتی کہ چوتھی جلد کے اوراق پہلی جلد میں لگا دیے گئے ہیں۔ تیسری جلد مسند ابی ھریرہ کے بقیہ سے شروع ہوتی ہے اور مسند ابی سعید خدری کے کچھ حصہ پر منتہی ہوتی ہے۔ اس حصہ میں صرف یہی دو مسند ہیں (۳۷)۔

اور چوتھی جلد کے باقی ماندہ کا آغاز مسند ابی سعید خدری سے ہوتا ہے، اس میں انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، مسور بن مخرمہ، جابر بن عبداللہ اور جابر بن سمرہ وغیرہم کی مسانید ہیں۔ یہ جلد درمیان میں کئی جگہ سے ناقص ہے۔ اور آخر سے بھی ناقص ہے (۳۸)۔

پانچویں جلد یزید بن شجرہ سے شروع ہو کر، کتاب کے اختتام پر منتہی ہوتی ہے، اس میں تمام کی تمام مسانید النساء ہیں۔

(ا) اس قیمتی نسخہ کی دوسری جلد ضائع ہوگئی ہے۔ یہ نسخہ سن ۷۰۸ھ کا، علی بن محمد بن عنان دندیلی شافعی کا محررہ

ہے(۳۹).

(۲) اسی سابقہ نسخہ کی ایک قلمی نقل دار الکتب المصریہ میں نمبر۳۲ ،۲۲ ب کے تحت پانچ جلدوں پر مشتمل ،موجود ہے۔یہ قلمی نسخہ محمود عبداللطیف کے قلم سے ۱۳۶۰ھ کا لکھا ہوا ہے(۴۰)۔

(۳) ایک اور نسخہ، دارالکتب المصریہ میں ۳۹۴ حدیث ، کے تحت محفوظ نسخہ کی فوٹو سٹیٹ نقل ہے اور یہ صرف دوسری جلد ہے۔اس جلد کا آغاز مسند عبداللہ بن مسعود سے ہوتا ہے اور مسند ابو ہریرہ کے کچھ حصہ پر منتہی ہو جاتا ہے۔یہ نسخہ خط نسخ میں ابوالفیض والاسعاد عبدالستار صدیقی حنفی کا ۱۳۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے(۴۱)۔

(۴) چوتھا قلمی نسخہ، مکتبہ خدا بخش پٹنہ (ہندوستان) میں نمبر ۵۴۹ کے تحت موجود ہے۔یہ مسند ابی بکر سے لے کر مسند ابی ہریرہ کے کچھ حصہ تک ہے۔یہ شروع سے حدیث: شیبتنی ھود واخواتھا' کے کچھ حصہ تک ناقص ہے اور آخیر میں بھی نقص ہے۔فہرست مکتبہ خدا بخش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ تقریبا ۸۰۰ھ کا ہے(۴۲)۔

(۵) یہ نسخہ، مکتبہ خدا بخش پٹنہ میں ۵۵۰، ۵۵۱ کے تحت (محفوظ) ہے۔جلد ثالث ، خامس، یعنی صرف ۲ جلدیں ہیں۔یہ نسخہ محررہ ۷۰۸ھ کی نقل ہے(۴۳)۔

(۶) یہ قلمی نسخہ، مکتبہ سعیدیہ حیدر آباد میں نمبر ۷۶، ۷۷ حدیث ، کے تحت یہ صرف جلد ثالث ، خامس پر مشتمل ہے۔ اور یہ مکمل طور پر نسخہ نمبر ۵ کی نقل ہے(۴۴)۔

(۷) یہ قلمی نسخہ، مکتبہ محب اللہ شاہ ، سندھ میں موجود ہے۔یہ تین جلدوں: اول، ثالث اور خامس پر مشتمل ہے۔یہ نسخہ، نسخۂ پٹنہ کی نقل ہے(۴۵)۔

(۸) یہ نسخہ، مکتبہ شرقیہ آصفیہ حیدر آباد ، ہندوستان میں نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ حدیث ، کے تحت موجود نسخہ کی فوٹو ہے(۴۶)۔

(۹) یہ نسخہ مکتبہ ناصریہ لکھنو، ہندوستان میں موجود ہے۔اس کی صرف جلد ثالث موجود ہے، جو مسند ابو ہریرہ کے کچھ حصہ، ابو سعید خدری ، انس بن مالک ، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، جابر بن سمرہ اور مسور بن مخرمہ وغیرھم کی مسانید پر مشتمل ہے۔اور یہ جلد دار الکتب المصریہ کے نسخہ کی جلد نمبر۳ کے کچھ حصہ اور جلد نمبر۴ کے مساوی ہے۔یہ نسخہ بوسیدہ ہے پڑھا نہیں جاتا (۴۷)۔

(۱۰) یہ قلمی نسخہ ہے اور مکتبہ ٹونک راجستان (ہندوستان) میں نمبر ۳۲۴ کے تحت موجود ہے۔اس کی صرف پہلی جلد ہے یہ نسخہ تیرھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے(۴۸)۔

## علل دار قطنی کی تالیف کا طریقہ:

امام دارقطنی نے اسے اپنی کتاب ''السنن'' کی طرح خود تالیف نہیں کیا، بلکہ اس کا طریقہ تالیف اس طرح ہے کہ آپ کے تلامذہ آپ سے علل حدیث کے بارے میں سوالات کیا کرتے اور آپ اپنی یادداشت اور فہم وفراست سے ان کے جوابات لکھوایا کرتے تھے۔ کبھی تو آپ مختصراً جواب دیتے اور کبھی آپ کے جوابات نہایت طوالت کے حامل ہوتے تھے۔ آپ کی کتاب ''العلل الواردة فی الاحادیث النبویة'' کے مطالعہ سے اور آپ کے بعض شاگردوں کے بیانات سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔

خطیب بغدادی اس کی اس طرح تفصیل ذکر کرتے ہیں:

میں نے برقانی (۴۹) سے دریافت کیا کہ کیا ابوالحسن دارقطنی اپنے حافظہ سے آپ کو علل املا کرواتے تھے؟ تو برقانی نے ''نعم'' کہتے ہوئے۔ جمع علل کی تفصیل بیان کی۔

امام برقانی فرماتے ہیں:

''ابومنصور ابن الکرخی (۵۰) ایک مسند معلل تالیف کرنا چاہتے تھے، وہ اپنی اصل احادیث دارقطنی کو دے دیتے تو دارقطنی احادیث معللہ کو نشان زد کردیتے، پھر ابومنصور یہ حدیثیں کاتبین کے سپرد کردیتے اور وہ ہر حدیث کو ایک قطعہ قرطاس میں نقل کردیتے تھے، جب میں دارقطنی سے ان احادیث پر تعلیق (لینے) کا ارادہ کرتا تو دارقطنی ان احادیث پر ایک نظر ڈالتے اور (ان احادیث کی علل کے بارے میں) اپنے حافظہ سے مجھے کچھ کلام املا کروادیتے۔ اور آپ یوں فرماتے:

'' حدیث الاعمش عن ابی وائل عن عبدالله بن مسعود الحدیث الفلانی اتفق فلان و فلان علی روایته وخالفهما فلان''(۵۱)

اور جو کچھ اس حدیث کے متعلق علل ہوتیں آپ انہیں ذکر کردیتے تو میں آپ کا کلام ایک علیحدہ قطعہ قرطاس میں لکھ لیتا اور میں آپ سے کہا کرتا:

''آپ اپنا کلام املا کروانے سے پہلے ایک نظر احادیث کو کیوں دیکھتے ہیں؟ تو آپ فرماتے کہ میں اپنے محفوظ فی الذہن کو ایک نظر دیکھ کر یاد کرلیتا ہوں۔ پھر ابومنصور فوت ہوگئے اور ''العلل'' رقعات میں لکھی پڑی رہیں، تو میں (برقانی) نے ابومنصور کی موت سے کئی سال بعد ابوالحسن دارقطنی سے کہا کہ میں رقعات کو اجزاء میں نقل کرکے مسند کی ترتیب پر مرتب کرنا چاہتا ہوں، تو دارقطنی نے اس کی مجھے اجازت دے دی۔ اور میں نے دارقطنی کو یہ علل اپنی مرتبہ کتاب سے پڑھ کر سنائیں، تو لوگوں نے ان (علل) کو میرے نسخہ سے نقل کیا'' (۵۲)

خطیب نے ابومنصور کے حالات کے تحت لکھا ہے کہ ابومنصور ایک ''مسند معلل'' تالیف کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ بھی

لکھا ہے کہ دارقطنی ہر ہفتہ میں ایک دن ابومنصور کے پاس آتے اور اصل احادیث کو نشان زدہ کردیتے، اور ہمارے شیخ برقانی بھی اسے نقل کر لیتے، اور ابوالحسن دارقطنی ان کو علل احادیث لکھواتے۔ یہاں تک کہ ان نشان زدہ (احادیث) سے بہت کچھ خارج کردیتے۔ ابومنصور اس کی تکمیل سے پہلے ہی فوت ہوگئے تو برقانی نے دارقطنی کا کلام نقل کر کے اسے مسند کی ترتیب پر مرتب کیا اور اسے دارقطنی کو پڑھ کر سنایا۔ یہی وہ کتاب العلل ہے جسے لوگ دارقطنی سے روایت کرتے ہیں (۵۳)۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

شبہ: امام سخاوی نے ''العلل للدارقطنی'' کا تذکرہ کرتے ہوئے جو حافظ ابوالولید ابن خیرہ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ

**ليس من جمعه بل الجامع له تلميذه الحافظ ابو بكر البرقاني......الخ**

''العلل'' دارقطنی کی جمع کردہ کتاب نہیں بلکہ اس کے جامع ابوبکر البرقانی ہیں، کیونکہ وہ دارقطنی سے عللِ احادیث کے بارے میں سوال کیا کرتے اور آپ جوابات دیا کرتے تھے۔ جسے برقانی لکھ لیا کرتے تھے۔ جب دارقطنی فوت ہوئے تو برقانی نے ان جوابات کے رقعات سے بھرا ہوا بکس نکالا اور ان رقعات کو ایک تالیف کی شکل دے کر اپنے شیخ امام دارقطنی کی طرف منسوب کردیا (۵۴)۔

گویا ابوالولید کا خیال ہے کہ برقانی نے اسے دارقطنی کی وفات کے بعد جمع کیا ہے۔

شبہ کا ازالہ:

حالانکہ یہ خیال درست نہیں ہے، کیونکہ یہ خیال خطیب کے برقانی سے نقل کردہ مندرجہ بالا بیان کے خلاف ہے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ کتاب کی تالیف امام دارقطنی کی زندگی میں ہی مکمل ہوگئی تھی اور برقانی نے یہ کتاب دارقطنی کو پڑھ کر سنادی تھی۔

ابوالولید کے قول کی تردید اس سے بھی ہوتی ہے کہ برقانی کے علاوہ اور اسناد سے بھی دارقطنی سے ''العلل'' مروی ہے۔ مثلاً ابوذر عبد بن احمد الھروی نے اسے دارقطنی سے روایت کیا ہے (۵۵)۔

کتاب العلل جمع کرنے میں برقانی کا اسلوب:

یہ پہلے بیان ہو چکا کہ ابوبکر البرقانی نے کتاب العلل کو مرتب کرنے کے بعد اسے دارقطنی کو پڑھ کر سنایا۔ اور برقانی نے اس کتاب کی جمع و ترتیب میں جو اسلوب اختیار کیا، اس کی وضاحت مندرجہ ذیل نکات سے ہوتی ہے (۵۶)۔

۱۔ ابواب الفقہ کی بجائے اسے مسانید صحابہ پر مرتب کیا۔

۲۔ جنت کی بشارت پانے والے دس اصحاب رسول کا پہلے تذکرہ کیا یعنی پہلے ان کی مسانید ذکر کی ہیں پھر باقی رجال صحابہ کی مسانید کا ذکر کیا۔

۴۔ مسانیدِ رجال کے بعد مسانیدِ نسوہ کا ذکر کیا۔ مُکثِرین کی مسانید ان کے فرقِ مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے روایت کرنے والوں کی ترتیب سے مرتب کی ہیں۔ مثلاً برقانی کہتے ہیں:

**"حدیث عمر عن ابی بکر "(۵۷)**

پھر برقانی اس عنوان کے تحت عمر کی ایسی احادیث لائے ہیں جن میں ابوبکر صدیق سے روایت کرنے میں کوئی علت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح عثمان وعلی کی احادیث میں برقانی کہتے ہیں:

**"حدیث عثمان عن ابی بکر "(۵۸) "حدیث علی عن ابی بکر "(۵۹)**

۵۔ اور بعض دفعہ اس صحابی سے، جس کی وہ مسند ذکر کررہے ہیں، روایت کرنے والوں سے روایت کرنے والوں کی ترتیب پر مرتب کرتے ہیں، مثلاً: یوں کہتے ہیں: "**من حدیث سالم عن ابن عمر عن عمر عن النبی ﷺ**"(۶۰)

۶۔ بعض دفعہ 'مسئول عنہ حدیث' کو ایسے اختصار سے ذکر کرتے ہیں کہ "**سئل**" یا "**سئل الشیخ عن حدیث فلان عن فلان عن النبی ﷺ**" سے آغاز کرنے کے بعد اس کے مضمون کا تعارف ہوجائے اور اس کے بعد دارقطنی کے جواب کا آغاز "قال" سے کرتے ہیں (۶۱)۔

۷۔ بعض دفعہ اسناد کے متفق ہونے کے سبب، سوال میں دو حدیثیں جمع کر دیتے ہیں (۶۲)۔

۸۔ بعض دفعہ بتقاضائے مقام، کسی حدیث کا اعادہ کردیتے ہیں (۶۳)۔

۹۔ بعض دفعہ دارقطنی کے جواب کے اختتام کے بعد کسی راوی (۶۴) یا اس کے اس شیخ کی طرف سے جس سے اس نے اسے سنا ہو سوال اٹھا دیتے ہیں (۶۵)۔

۱۰۔ بعض دفعہ برقانی، دارقطنی کے جواب پر اضافہ کردیتے ہیں اور اسے دارقطنی کے قول کے خاتمہ کے بعد "قلت" کہہ کر ممیز کردیتے ہیں۔ جیسا کہ برقانی نے حدیثِ **ابان بن عثمان عن عثمان عن النبی ﷺ (انه کان اذا رأی جنازة قام)** کے بارے میں کہا ہے:

**"قلت انما وقفه عن یحیی بن سلیم عبدُالجبار بن العلاء والحسن بن محمد الزعفرانی، ورواه الحمیدی و سوید بن سعید وابو معمر الهزلی......الخ"(۶۶)**

اور "حدیث **سعید بن المسیب عن علی عن النبی ﷺ (اسباغ الوضوء فی المکاره ......الخ)** (۶۷) کے بارے میں کہا ہے:

**"قلت: رواه عبدالعزیز الدرا وردی عن الحارث عن ابی العباس عن ابن المسیب**

**کما رواہ ابوضمرۃ اخبرناہُ، ابن ابی نصر الدمشقی فی کتابہ: اخبرنا ابوالحسن احمد بن سلیمان بن ایوب بن مذلم القاضی......الخ" (۶۸)**

۱۱۔ بعض ایسی احادیث جن کی علل دارقطنی نے تو ذکر کیں لیکن وہ ابومنصور ابن الکرخی کی اصل (مسودہ کتاب) میں نہیں تھیں، انہیں برقانی نے کتاب العلل میں حسب ترتیب ان کی جگہوں پر اضافۃً ذکر کر دیا (۶۹)۔

جیسے حدیثِ رضراض عن ابن مسعود ہے۔ جس کا ذکر ابھی حوالہ نمبر ۲۵، ۲۶ کے تحت ہوا ہے۔

## علل ذکر کرنے میں امام دارقطنی کا اسلوب:

امام دارقطنی نے عللِ حدیث کے بارے میں اپنے تلامذہ کے سوالات کے جوابات دینے میں مختلف انداز اپنائے ہیں، ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل سطور میں تفصیلا کیا جا رہا ہے۔

۱۔ آپ بسا اوقات اس راوی کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے اختلاف الاسناد واقع ہوتا ہے۔ پھر آپ اس میں اختلاف کی مختلف صورتیں ذکر کرتے ہیں۔

مثلاً آپ فرماتے ہیں:

**"رواہ زید بن اسلم عن ابیہ، واختلف عن زید بن اسلم فرواہ الدراوردی عبدالعزیز بن محمد عن زید بن اسلم عن ابیہ......الخ" (۷۰)**

۲۔ بعض دفعہ آپ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کی حدیث سے صحیح حدیث ہے۔ اسے ثقات حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور سب اس کی اسناد پر متفق ہیں جن میں سے فلاں فلاں شخصیتیں ہیں، پھر آپ اس شخص کا تذکرہ کر دیتے ہیں جس نے اس حدیث کو اس راوی سے روایت کیا ہو اور اس نے اس میں ثقات کی مخالفت کی ہو۔ اس کی مثال حدیثِ عمر بن خطابؓ عن ابی بکرؓ ہے۔ جس میں حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی تزویج کا ذکر ہے۔ اسے امام زہری نے عن سالم عن ابیہ عن عمر کی سند کے ساتھ (تایمت حفصة من خنیس بن حذافة السھمی) روایت کیا ہے۔ اور یہ زہری سے صحیح حدیث مروی ہے، اسے زہری سے ثقات حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور وہ اس کی اسناد پر متفق ہیں۔ ثقات حفاظ کی اس جماعت میں شعیب بن ابی حمزہ، صالح بن کیسان، یونس، عقیل، زہری کے بھتیجے محمد، سفیان بن حسین، ولید بن محمد مؤقری، عبیداللہ ابن ابی زیاد رصافی وغیرھم کے اسماء گرامی آتے ہیں۔ سبھی زہری سے حضرت ابوبکر کے حضرت عمر کو کہے ہوئے ان الفاظ کے روایت کرنے پر متفق ہیں:"

**لم یمنعنی ان ارجع الیك شیئا الا انی قد کنت علمت ان رسول اللہ ﷺ ذکر حفصة" (۷۱)**

معمر بن راشد نے زہری سے اس حدیث کو اس اسناد کے ساتھ نہایت عمدگی سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ

الفاظ روایت کیے ہیں۔

**"لم یمنعنی ان ارجع الیک شیئا الا انی کنت سمعت رسول اللهﷺ یذکر ها ولم اکن لا فشی سرّ رسول اللهﷺ" (۷۲)**

زہری سے یہ صحیح حدیث مروی ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں بروایت معمر عن الزھری، بروایت صالح بن کیسان عن الزھری، براویت شعیب عن الزہری ذکر کیا ہے (۷۳)۔

مگر ہشام بن یوسف کی حکایت کے مطابق معمر نے اس میں تصحیف کرتے ہوئے **خنیس** کو **حبیش** بنا دیا۔ اور ایسے ہی خنیس کی ولدیت میں تحریف کردی گئی ہے۔ جیسا کہ مصنف عبدالرزاق نے معمر سے روایت میں کہہ دیا **"خنیس بن حذافة او حذیفة"** حالانکہ صحیح تو خنیس بن حذافة السهمی ہے، یہ عبداللہ ابن حذافۃ کا بھائی ہے۔ جسے نبیﷺ نے عامل بنایا تھا اور یہی عبداللہ "ایام منیٰ" میں جب رسول اللہﷺ نے اسے حکم دیا تھا یہ منادی کررہا تھا کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں (۷۴)۔

۳۔ اور کبھی امام دار قطنی حدیث میں کسی ایک شخص کی طرف سے اضطراب کا ذکر کرتے ہیں مثلاً: فلاں شخص حدیث روایت کرتا ہے اور وہ حافظ نہیں، اس لیے وہ اس حدیث میں مضطرب ہو جاتا ہے۔ وہ کبھی ایسے اور کبھی ایسے روایت کرتا ہے جیسا کہ امام موصوف نے **"عامر بن ربیعة العدوی عن عمر عن النبیﷺ** کی حدیث **(تابعوا بین الحج و العمرة فانهما ینفیان الفقر و الذنوب)** کے بارے کہا ہے (۷۵)۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں:

"اسے عاصم بن عبیداللہ بن عاصم بن عمر بن خطاب روایت کرتا ہے اور وہ حافظ نہیں، وہ اس حدیث کو "عبدالله بن عامر بن ربیعة عن ابیه عن عمر" سے روایت کرتا اور وہ اس میں مضطرب ہو جاتا، کبھی وہ اس میں عامر بن ربیعہ کا ذکر کرتا اور کبھی وہ اس میں اس کا ذکر نہ کرتا۔ بلکہ وہ "عبدالله بن عامر عن عمر" سے روایت کرتا" (۷۶)

اور امام دار قطنی بعض دفعہ ایسے راوی کا ذکر کرتے ہیں جس سے اسناد مختلف ہوتی ہے آپ ایسے راوی سے روایت کرنے والے بہت سے راویوں کا ذکر کرتے ہیں پھر ان رواۃ سے اختلاف کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اسے مفصل بیان کرتے ہیں، جیسا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نبیﷺ سے حارث عن علی عن النبیﷺ کی روایت کردہ حدیث **(هذا ن سیدا کهول اهل الجنة من الاولین و الأخرین)** (۷۷)۔

کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: ''اسے امام شعبی روایت کرتے ہیں اوران سے اختلاف کیا گیا ہے (یعنی شعبی سے) یہ حدیث حکم بن عتیبه، زکریا بن ابی زائده، عبدالاعلی بن عامر ثعلبی، فراس بن یحییٰ اورلیث بن ابی سلیم ''عن الشعبی عن الحارث عن علی'' روایت کرتے ہیں۔

i۔حکم (بن عتیبہ) سے محمد بن مرہ اور حسن بن عمارہ روایت کرتے ہیں۔

ii۔اورزکریا بن ابی زائدہ سے یہ حدیث ہذیل بن میمون روایت کرتے ہیں۔اور پھر ھذیل بن میمون سے روایت کرنے والوں میں اختلاف ہے۔محمد بن صباح جرجانی نے عن الهذيل بن ميمون عن زكريا عن الشعبی کہا ہے جبکہ محمد بن یحییٰ بن ابی سمینہ نے ''عن الهذيل عن زكريا عن ابی اسحاق'' کہا ہے، پھر دونوں نے ''عن الحارث عن علی'' کہا ہے۔

iii۔اورعبدالاعلیٰ سے یہ حدیث محمد بن طلحہ نے روایت کی ہے۔

iv۔اورلیث بن ابی سلیم سے یہ حدیث منصور بن ابی الاسود نے روایت کی ہے۔

v۔اورفراس سے یہ حدیث شریک بن عبداللہ، فضیل بن مرزوق، عبداللہ بن میسرہ ابویعلیٰ اور حسن بن عمارہ نے روایت کی ہے......الخ''(۷۸)

۴۔ امام دارقطنی بعض اوقات ایک سے زائد راویوں کا ذکر کرتے ہیں۔ پھران کے اختلاف کو زیر بحث لاتے ہیں مثلاً مسح علی الخفین سے متعلق، شریح بن ھانی عن علی سے مروی نبی ﷺ کی حدیث کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو قاسم بن مخیمرہ اور مقدام بن شریح دونوں شریح بن ھانی سے روایت کرتے ہیں۔قاسم بن مخیمرہ سے یہ حدیث حکم بن عتیبہ نے روایت کی ہے اوراس سے روایت کرنے والوں میں اختلاف پایا جاتا ہے''(۷۹)

۵۔ اور بعض دفعہ امام موصوف فرماتے ہیں:

''فلاں نے فلاں سے حدیث روایت کی اوراسے وہم ہوا جبکہ درست اس طرح ہے''

جیسا کہ آپ نے نبی ﷺ کی ربعی عن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث (ان مما ادرک الناس من النبوة الاولی) کے بارے میں فرمایا ہے:

''اس حدیث کو عبدالرحمان بن ابی حماد المقری نے۔ابوحماد کا نام شکیل ہے اور قراءت میں حمزہ اور ابوبکر عیاش کے عظیم شاگردوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔شریک عن منصور سے روایت کیا اوراسے اس میں وہم ہو گیا، اور درست عن منصور عن ربعی عن ابی مسعود الانصاری ہے''(۸۰)

۶۔ اور بسا اوقات رواۃ کی ایک تعداد کا ذکر کرتے ہیں، پھر تفصیل ذکر کرتے ہوئے بعض رواۃ کے اختلاف کا ذکر کرتے

ہیں۔ جس طرح آپ نے ابوعبدالرحمان السلمی عن عثمان سے مروی نبی ﷺ کی حدیث (خیر کم من تعلم القرآن وعلمه) میں کیا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

''اس حدیث کو علقمہ بن مرثد، سعد بن عبیدہ، عبدالملک بن عمیر، سلمہ بن کھیل، عاصم بن بھدلۃ، حسن بن عبیداللہ، عبدالکریم اور عطاء بن سائب روایت کرتے ہیں'' (۸۱)

پھر آپ نے سب کی روایات ماسوا عبدالکریم کے تفصیلاً ذکر کی ہیں (۸۲)۔

۷۔ امام دارقطنی کبھی کبھی فرماتے ہیں کہ فلاں شخص اس حدیث کو روایت کرنے میں متفرد ہے جبکہ اس کے سوا اور راوی اسے اس طرح روایت کرتا ہے، اور یہی درست ہے مثلاً ''حديث ابن سلمة عن ابن عمر عن عمر ان النبی ﷺ قال: كل مسكر حرام'' (۸۳) کے بارے امام دارقطنی فرماتے ہیں:

''تفرد به همام عن محمد بن عمر و عن ابی سلمة عن ابن عمر عن عمر عن النبی ﷺ ''

اور اس کا غیر اسے ''عن محمد بن عمرو، عن ابی سلمة عن ابن عمر عن النبی ﷺ '' روایت کرتا ہے، اور یہی درست ہے (۸۴)۔

۸۔ اور بعض دفعہ کسی راوی پر اختلاف کا ذکر کرتے ہیں اور اس پر کلام منتہی ہونے کے بعد کہہ دیتے ہیں کہ اس حدیث کو فلاں نے روایت کیا اور اس میں اختلاف کیا گیا، پھر آپ اس راوی پر اختلاف کا ذکر چھیڑتے ہیں (۸۵)۔

''حديث ابان بن عثمان عن عثمان عن النبی ﷺ ((لاينكح المحرم)) کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں:

''يرويه سعيد بن ابی عروبة واختلف عنه، فرواه يزيد بن هارون عن سعيد عن ايوب عن نافع عن نبيه، كذالک رواه اصحاب يزيد عنه وخالفهم الحسانی محمد بن اسماعيل، رواه عن يزيد عن سعيد عن قتادة عن نافع، ووهم فيه......الخ'' (۸۶)

۹۔ اور بعض دفعہ امام دارقطنی ان رواۃ کے جنہوں نے حدیث یا اس کی سند میں اختلاف کیا ہوتا ہے، نام ذکر نہیں کرتے (اور ایسا بہت کم ہوتا ہے) بلکہ آپ اس طرح کہہ دیتے ہیں:

'' من روى هذاالحديث فقد وهم، وقال مالم يقل احد من اهل العلم '' (۸۷)

۱۰۔ امام دارقطنی عام طور پر اسناد حدیث میں پائی جانے والی علتیں ذکر کرتے ہیں۔ یہ علل از قسم اتصال، ارسال، انقطاع، اضطراب یا ایک راوی کو دوسرے راوی سے بدلنے وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں اور آپ بعض دفعہ متن حدیث میں پائی

جانے والی علل کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔اور کتاب العلل کے مختلف مقامات کے مطالعہ سے اس بارے معلومات ملتی ہیں(۸۸)

۱۱۔ امام دارقطنی اکثر احادیث میں اپنی جانب سے پوری سند ذکر نہیں کرتے بلکہ اسی قدر سند ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جس میں کوئی علت موجود ہوتی ہے۔

چنانچہ حدیث عمر عن ابی بکر عن النبی ﷺ ((امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لااله الا الله)) (۸۹) کے بارے میں دارقطنی کہتے ہیں:

"هو حديث يرويه الزهری واختلف عنه ،فممن رواه عنه علی الصواب: شعيب بن ابی حمزة ويحيیٰ بن سعيد الانصاری و محمد بن الوليد الزبيدی ، ويونس وعقيل، وعبدالرحمن بن خالد ابن مسافر والنعمان بن راشد، وسفيان بن حسين، وسليمان بن كثير، و محمد بن اسحاق، و جعفر بن برقان، و عبدالرحمن بن يزيد بن تميم فَرَوَوْهُ عن الزهری عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة عن ابی هريرة قال:قال عمر لابی بكر......الخ"(۹۰)

اور بعض دفعہ دارقطنی اپنی اسناد کے ساتھ احادیث ذکر کرتے ہیں:

" حديث ابی سعيد الخدری عن ابی بكر الصديق انه قال الست احق الناس بها؟الست اول من اسلم؟ الست صاحب كذا؟ (۹۱) سے متعلق سوال کے جواب میں دارقطنی فرماتے ہیں:

"يرويه الجُرَيری عن ابی نضرة واختلف عنه، فرواه عقبة بن خالد ، ويعقوب الحضرمی عن شعبة عن الجريری عن ابی نضرة عن ابی سعيد "

اس کے بعد امام دارقطنی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ یوں ذکر کرتے ہیں:

"حدثنا بذلک ابو محمد ابن صاعد ويزداد بن عبدالرحمن و غيرهما عن ابی سعيد الاشج عن عقبة بن خالد"

اپنی دوسری سند دارقطنی نے یوں ذکر کی ہے:

"وحدثنا ابو سهل بن زياد قال:ثنا عبدالرحمن بن خراش قال: حدثنا الحسين الجرجرائی ،ثنا يعقوب الحضرمی ، جميعاً عن شعبة متصلاً . وغيرهما يرويه عن شعبة مرسلا وكذالک رواه ابن علية وابن المبارک وعدة عن سعيد مرسلا وهو الصحيح "(۹۲)

امام دارقطنی کے جوابات عموماً مکمل متون سمیت احادیث مسندہ کے ساتھ ختم ہوتے ہیں اور بعض دفعہ آپ اسناد کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے متن کا ذکر کر دیتے ہیں۔ سوالات ۴، ۳۷، ۴۹، ۵۹، ۱۷ سے یہ بات واضح ہوتی ہے (۹۳)۔

۱۳۔ بعض دفعہ آپ احادیث مسندہ کے صرف ایک یا دو طریق ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کی ایک جھلک سوالات ۲، ۴، ۷۰ میں دیکھی جاسکتی ہے اور بعض دفعہ بہت طویل جواب ذکر کرتے ہیں اور بہت سے طرق ذکر کرتے ہیں۔ اس کی صداقت کے لیے سوالات نمبر ۱، ۱۷، اور ۹۳ دیکھے جاسکتے ہیں۔ صرف سوال نمبر سترہ، سترہ صفحات (۹۴) پر مشتمل ہے۔

۱۴۔ امام دارقطنی بسا اوقات مُخرِج حدیث کی طرف حدیث منسوب کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

"اخرجه البخاری ومسلم" یا آپ کہتے ہیں "یرویه مالک فی الموطا" یا کہہ دیتے ہیں "رواه اصحاب الموطا" وغیر ذلک (۹۵)۔

۱۵۔ کبھی آپ راوی کے بارے جرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لم یکن بالقوی فی الحدیث" (۹۶)

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: "ان عقیل لیس بالقوی" (۹۷)

دوسرے مقام پر یوں کہا: "داهر بن نوح لیس بقوی فی الحدیث" (۹۸) اور "لیس بالقوی" (۹۹)

۱۶۔ بعض دفعہ متروک الحدیث کہہ کر علت کی توضیح کرتے ہیں: مثلا "موسیٰ هذا متروک الحدیث" (۱۰۰) نیز "یحییٰ بن کثیر هذا متروک الحدیث" (۱۰۱)

۱۷۔ بعض دفعہ "ذاهب الحدیث" کہہ کر راوی پر جرح کرتے ہیں: مثلاً "ولید بن سلمة ذاهب الحدیث" (۱۰۲)

۱۸۔ بعض اوقات "لیس ذلک بمحفوظ" (۱۰۳) کہہ کر علت بیان کرتے ہیں۔

۱۹۔ بعض دفعہ کسی حدیث کو مرسل کہہ کر علت کی طرف اشارہ کرتے ہیں مثلا: "المرسل اشبه بالصواب" (۱۰۴)

۲۰۔ اور کبھی موقوف ہونا ثابت کر کے حدیث کو معلول قرار دیتے ہیں مثلا "الموقوف اصح" ii۔ "موقوف" iii۔ "عن ابی بکر من فعله غیر مرفوع" iv۔ عن ابی بکر موقوفاً۔ v۔ "وقیل ......عن ابی بکر مرفوعا، ولا یثبت هذا" (۱۰۵)

۲۱۔ اور بعض اوقات: "لم یتابع علیه ......هذا ضعیف" (۱۰۶) کہہ کر معلول قرار دیتے ہیں۔

۲۲۔ بعض دفعہ راوی میں وہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حدیث کو معلول ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً (i) "وهم فیه علی الدراوردی" (ii) ان هذا وهم من الثوری" (iii) "کل ذلک وهم" جیسے الفاظ کہتے ہیں (۱۰۷)

۲۳۔ اختلافِ طرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "اختلف فیه" "اختلف علیه" یا "اختلف عنه" جیسے الفاظ

لاتے ہیں(۱۰۸)

۲۴۔ بعض اوقات آپ سیئ الحفظ کہہ کرراوی پر جرح کرتے ہیں اور حدیث کومعلول قرار دیتے ہیں۔مثلاً: آپ فرماتے ہیں:

"وهم في هذا الاسناد عمر بن حبيب و كان سيئ الحفظ"(۱۰۹)

۲۵۔ بعض دفعہ راوی کوضعیف قرار دیتے ہوئے حدیث کومعلول ثابت کرتے ہیں: مثلاً: (سوال نمبر ے کے تحت) فرماتے ہیں:(i)"وكلهم ضعفاء " اور(ii) "وكان ضعيفاً" (۱۱۰)

۲۶۔ کبھی راوی کو "ليس بالحافظ" کہہ کرسند کومعلول قرار دیتے ہیں۔مثلاً: عبداللہ بن بشر الرقی کے بارے میں فرماتے ہیں: "وليس بالحافظ"(۱۱۱)

۲۷۔ بعض دفعہ راوی کومجہول کہہ کرحدیث کا معلول ہونا ثابت کرتے ہیں۔مثلاً: آپ فرماتے ہیں:

(i) "هو مجهول" (ii)"ابو نعمان مجهول"(۱۱۲)

ان الفاظ تجریح کے علاوہ بھی دارقطنی کچھ الفاظ ذکر کرتے ہیں۔لیکن بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## ماخذ عللِ دارقطنی:

اسنادِ حدیث میں یا متنِ حدیث میں یا دونوں میں اختلافِ رواۃ ذکر کرنا،معرفتِ علل حدیث میں دارقطنی کی مہارتِ تامہ کی دلیل ہے۔

اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنے حافظہ پر بھروسہ کرتے ہوئے علل حدیث کی چھان پھٹک کی تو یہ کہنا بالکل حق اور مبنی برصداقت ہوگا۔چنانچہ حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

"واذا شئت ان تبين براعة هذا الامام الفرد فطالِع العلل له فانك تندهش ويطول تعجبك"(۱۱۳)

اگر آپ اس بے مثل امام کی فضیلت جاننا چاہتے ہیں تو آپ کی کتاب العلل کا مطالعہ کیجیے: اسے پڑھ کر آپ حیران ہو جائیں گے اور آپ کو بہت تعجب ہوگا۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

هذا شيئ مدهش كونه كان يملي العلل من حفظه فمن اراد ان يعرف قدر ذلك فليطالع كتاب العلل للدارقطني ليعرف كيف كان الحفَّاظ" (۱۱۴)

امام دارقطنی کا اپنے حافظہ سے املاء کروانا حیران کن چیز ہے۔جوشخص اس امام کی قدرومنزلت سے متعارف ہونا چاہتا ہے وہ آپ کی کتاب "کتاب العلل" کا مطالعہ کرے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ آپ کتنی یادداشت والے تھے۔

امام دارقطنی کے ان اوصاف کے پیش نظر حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

**"وقد جمع ازمة ماذكرناه كله الحافظ الكبير ابوالحسن الدارقطنى فى كتابه فى ذلك وهو اجل كتاب بل اجل ما رأيناه وضع فى هذا الفن لم يسبق اليه مثله وقد اعجز من يريد ان يأتى بعده فرحمه الله واكرم مثواه" (۱۱۵)**

"اور ہمارے ذکر کردہ تمام امور کو الحافظ الکبیر ابوالحسن الدارقطنی نے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ بڑی جلالت وعظمت والی کتاب ہے، بلکہ اس فن کی جتنی کتب ہم نے دیکھی ہیں یہ ان سب سے زیادہ جلالت والی ہے۔ اس سے پہلے اس جیسی کوئی کتاب نہیں گزری اور جو کوئی اس جیسی کتاب اس کے بعد لانا چاہے وہ یقیناً عاجز ہے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور مقام عزت سے نوازے"

اللہ تعالیٰ نے دوسرے ائمہ علل کی نسبت آپؒ میں یہ صفت ودیعت فرمائی تھی کہ آپ علل حدیث سے متعلقہ سوالات کے زیادہ تر جوابات اپنے حافظہ کی مدد سے دیا کرتے تھے۔

حقیقی مصادر تک تو رسائی مشکل ہے، البتہ آپ کی "العلل" میں بعض کتبِ مصادر کے نام ملتے ہیں لیکن بہت کم، مثلاً آپ سوال نمبر ۹۹ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ "هو حديث يرويه مالك عن الزهرى فى المؤطا" (۱۱۶) اس طرح آپ نے بطور ماخذ مؤطا لمالک کا ذکر کر دیا۔ چند سطور کے بعد پھر ذکر کرتے ہیں۔ "**ورواه جماعة من الثقات فى غير المؤطا عن مالك عن الزهرى عن سالم عن ابن عمر متصلاً**" (۱۱۷)۔

کسی حدیث کو معلول ثابت کرنے کے لیے اس کے مقابلہ میں صحیح حدیث ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں متصلاً کہہ کر منقطع حدیث کا معلول ہونا ثابت کر دیا۔

سوال نمبر ۲۵۶ کے ضمن میں ایک حدیث اس طرح ذکر کرتے ہیں:

**"عن عثمان بن عفان (قال) كان رسول الله ﷺ يخمر وجهه وهو محرم"** اس کے بعد دارقطنی فرماتے ہیں:

**"هكذا كان فى كتاب ابى بكر مرفوعا" (۱۱۸) "والصواب موقوف" (۱۱۹)**

اور دارقطنی کچھ مقامات پر امام بخاری کے حوالہ سے حدیث ذکر کرتے ہیں: مثلاً ایک حدیث کے بارے میں دارقطنی فرماتے ہیں:

**"وهو حديث صحيح عن الزهرى، اخرجه البخارى فى الصحيح من حديث معمر ومن حديث صالح بن كيسان و شعيب عن الزهرى" (۱۲۰)**

دارقطنی ایک اور حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وحدیث اسماعیل بن جعفر المتصل قد اخرجه البخاری و مسلم فی الصحیح“(۱۲۱)

ایک اورحدیث کا ماخذ بخاری ومسلم کوقرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اخرجه البخاری و مسلم فی الصحیح مثل ماروا ه عفان عن داؤد عن ابن بریدة عن ابی الاسود “(۱۲۲)

ایک اورحدیث پر بحث کرتے ہوئے مسلم کا یوں تذکرہ کرتے ہیں:

”والاشبه بالصواب حدیث الثوری و قد اخرجه مسلم فی صحیحه“(۱۲۳)

امام دارقطنی نے ابراہیم بن اسحاق الحربی کی ”کتاب الطهارة“ کا یوں تذکرہ کیا ہے:”وذکر ابراهیم الحربی فی الطهارة“ (۱۲۴)

دارقطنی بعض دفعہ علل الحدیث بیان کرتے وقت محدثین متقدمین کا تذکرہ کرتے ہیں۔مثلاً: آپ فرماتے ہیں:

”کذالک رواه معن والقعنبی ویحییٰ بن یحییٰ والشافعی و یحییٰ بن بکیر و عبدالله بن یوسف وغیرهم“(۱۲۵)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اپنے اساتذہ کرام سے بالمشافہ مستفید ہوئے اوران کی تالیفات سے بھی حظِ وافر اٹھایا۔ان اساتذہ میں محمد بن مخلد، یحیٰ بن ساعِد، ابوعبداللہ المحاملی، ابوبکر بن ابی داوٗد السجستانی اورابوبکر الشافعی وغیرھم شامل ہیں(۱۲۶)۔

یہ بات بھی یقینی ہے کہ اگرچہ دارقطنی نے متقدمین ائمہ حدیث کی تالیفات کے نام تو ذکرنہیں کیے لیکن ان تالیفات سے فائدہ ضرور اٹھایا ہے۔

ان محدثین میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن مبارک ، وکیع بن جراح ، ابوداوٗد طیالسی، عبدالرزاق ،حمیدی، یحیٰ بن معین، احمد بن حنبل، احمد بن منصور رمادی، عمر بن شبہ، یعقوب بن شیبہ، امام ترمذی اور بزاز جیسے محدثین کے نام سرفہرست آتے ہیں(۱۲۷)۔

چونکہ دارقطنی اپنے حافظہ سے علل الحدیث املاء کرواتے تھے،اس لیے یہ یقینی امر ہے کہ آپ نے جن جن محدثین کے نام اپنی اس کتاب میں ذکر کیے ہیں (جن کا شمار مشکل ہے) ان سے سنا ہے یا ان کی تالیفات سے استفادہ کیا ہے(۱۲۸)۔

## حواشی وحوالہ جات

۱۔ امام حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، ابوعبداللہ، کتاب معرفۃ علوم الحدیث (تعلیق وتصحیح: سید معظم حسین): داراحیاء العلوم، بیروت: ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء: ص۱۱۲

۲۔ احمد محمد شاکر، الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث: دار الکتب العلمیہ، بیروت: سن ندارد: ص ۶۵، امام سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین، تدریب الراوی، مکتبہ علمیہ، مدینہ طیبہ، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۹ء، ص۱۶۱

۳۔ نفس المرجع ۴۔ نفس المرجع ۵۔ نفس المرجع، ص۱/۵۹-۶۱

۶۔ ابن عماد حنبلی، ابوالفلاح، عبدالحیی، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دارالمسیرۃ، بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، ص۳/۱۱۶

۷۔ السبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن تقی الدین، ابونصر: طبقات الشافعیہ الکبریٰ: داراحیاء العربیۃ، عیسیٰ البابی الحلبی، س ن، ص۳/۴۶۳

۸۔ نفس المرجع ۹۔ نفس المرجع

۱۰۔ ابن عماد حنبلی، شذرات الذھب؛ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین، ص۱۲۲، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، س ن، ص۳/۱۱۶، ۱۱۷

۱۱۔ الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ (تحقیق وتخریج: محفوظ الرحمٰن زین اللہ السلفی) دارطیبۃ، الریاض، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، ص۱/۵۹

۱۲۔ الزیلعی، جمال الدین، ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الحنفی الزیلعی: حبشہ کے ساحل پر واقع شہر زیلع میں پیدا ہوئے۔ آپ فقہ میں گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ نے طلب حدیث اور تخریج وتالیف پر خصوصی توجہ دی اور مطالعہ کتبِ حدیث میں مصروف رہے، یہاں تک کہ آپ نے احادیثِ ھدایہ اوراحادیث کشاف کی تخریج کی۔ بقول مولانا انورشاہ کشمیری: آپ کے تزکیہ نفس کا آپ کی ذات پر یہ اثر ہے کہ آپ اپنے مذہب میں بالکل متعصب نہیں تھے، بلکہ اپنے مدمقابل سے انتہائی انصاف کا معاملہ رکھتے تھے۔ آپ گیارہ محرم ۷۶۲ھ کو فوت ہوئے۔ (ملخصاً: ازبغیۃ الالمعی فی تخریج الزیلعی: (حاشیہ نصب الرایۃ) ص:۱/۵-۸) دارنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور)

۱۳۔ الزیلعی، ابو محمد، عبداللہ بن یوسف: نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ، ص۴/۱۶۲، ۱۶۳، دار نشر الکتب الاسلامیۃ شیش محل روڈ لاہور؛ الدارقطنی، ابوالحسن: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، ص۳/۴۷، ۴۷

۱۴۔ الدارقطنی، ابوالحسن: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، ص۴/۲۷ (سوال نمبر۲۹۱)؛ الزیلعی، نصب الرایۃ، ۴/۱۶۳

۱۵۔ نفس المرجع

۱۶۔ الزیلعی، نصب الرایۃ، ص۱/۳۰۲، ۳۰۳؛ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، ص۲/۱۹۳، ۱۹۴ (سوال نمبر۲۱۳)

۱۷۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، ص۱/۲۷۹-۲۸۱ (سوال نمبر۱۷)؛ العسقلانی، احمد بن علی، ابن حجر، الحافظ، التلخیص الحبیر تخریج احادیث الرافعی الکبیر، ص۲/۲۳۹، ۲۴۰: مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل

۱۸۔ العلل میں ''عن کی بجائے ''و'' استعمال ہوا ہے، اور ''و'' ہی درست معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۔ الزیلعی، نصب الرایۃ، ص۳/۱۰۹، ۱۱۰ ۲۰۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ: ص:۲/۱۶۶

۲۱۔ العسقلانی، ابن حجر، الحافظ: فتح الباری: ص۷/۱۵۰: دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور: ۱۹۸۱ء/۱۴۰۱ھ؛ الدارقطنی: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ: ص:۱/۲۵۶، ۲۵۷

۲۲۔ العسقلانی، ابن حجر، الحافظ: التلخیص الحبیر: ص:۱/۱۳۹؛ الدارقطنی: العلل الواردة فی الاحادیث النبویة: ص:۳/۲۴۸

۲۳۔ ابن حجر: التلخیص الحبیر: ص ۱/۱۳۹

۲۴۔ الدارقطنی: العلل الواردة فی الاحادیث النبویة: ص:۳/۲۴۹، ۲۵۰

۲۵۔ نفس المرجع: ص ۲۴۹

۲۶۔ نفس المرجع: ص:۳/۲۵۱

۲۷۔ العسقلانی، ابن حجر، الحافظ: تهذیب التهذیب: ص:۱/۴۹۷: داراحیاء التراث العربی، بیروت: ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء

۲۸۔ الدارقطنی: العلل الواردة فی الاحادیث النبویة: ص:۲/۲۰۴ (سوال نمبر ۲۲۲)

۲۹۔ حدیث رضراض، دیکھئے عللِ دارقطنی: ص: ۵/۲۳۵، ۲۳۶ (سوال نمبر ۸۴۵)

۳۰۔ خطیب، ابوبکر بغدادی: تاریخ بغداد: ص: ۱۲/۳۸

۳۱۔ الدارقطنی: العلل الواردة فی الاحادیث النبویة: ص: ۵/۲۳۵، ۲۳۶

۳۲۔ نفس المرجع: ص ۵/۲۳۶ ۳۳۔ خطیب ابوبکر بغدادی: تاریخ بغداد: ص: ۱۲/۳۷

۳۴۔ ابن کثیر عمادالدین، ابوالفداء الحافظ: البدایة والنهایة: ص ۱۱/۳۱۷: المکتبة القدوسیة، لاہور: ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ھ۔؛ الخلیلی، خلیل بن عبداللہ ابویعلیٰ: الارشاد فی معرفة علماء الحدیث: ص ۲/۶۱۵: مکتبة الرشد، الریاض: ۱۹۸۹ء/۱۴۰۹ھ؛ الکتانی، محمد بن جعفر: الرسالة المستطرفة: ص ۱۱۱ دار الکتب العلمیة، بیروت: ۱۹۸۹ء/۱۴۰۰ھ؛ الاشبیلی، محمد بن خیر، ابوبکر: فهرست ابن خیر: ص ۲۰۳: مکتبة المثنی، بغداد: ۱۹۶۳ء/ ۱۳۸۳ھ؛ السخاوی، عبدالرحمٰن: فتح المغیث فی شرح الفیة الحدیث: ص ۳/۳۱۲۔ مطبعہ سلفیہ، بنارس: ۱۹۸۸ء/۱۴۰۹ھ

۳۵۔ محمد فهمی حجازی، تاریخ التراث العربی: ص: ۱/۴۱۹: ادارة الثقافة والنشر بالجامعة: ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ

۳۶۔ نفس المرجع

۳۷۔ الدارقطنی: العلل الواردة فی الاحادیث النبویة: ص: ۱/۱۳۹

۳۸۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۳۹، ۱۴۰

۳۹۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۰ ۴۰۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۲، ۱۴۳ ۴۱۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۳

۴۲۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۴ ۴۳۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۵ ۴۴۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۶

۴۵۔ نفس المرجع ۴۶۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۷ ۴۷۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۴۷، ۱۴۸

۴۸۔ نفس المرجع: ص: ۱۴۸

۴۹۔ البرقانی: احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابوبکر الخوارزمی الشافعی، جو کہ البرقانی کے نام سے معروف ہیں، ۳۳۶ھ کے آخر میں خوازم میں پیدا ہوئے۔ (خطیب ابوبکر بغدادی: تاریخ بغداد: ص ۴/۳۷۳)

آپ نے اپنے بچپن سے ہی علم فقہ پر توجہ دی اور اپنے شہر خوارزم میں ابوالعباس محمد بن احمد بن احمدان نیشاپوری (م ۳۶۰ھ) سے ۳۵۰ھ میں سماع کیا۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال سے کچھ ہی زائد تھی۔ (الذہبی: سیر اعلام النبلاء: ص ۱۷/۴۶۴؛ ابن عماد الحنبلی ابوالفلاح عبدالحیی: شذرات الذهب ۳/۲۲۸۔ دار المسیرة، بیروت: ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء)

پھر آپ حدیث اور اس سے متعلقہ دیگر علوم میں خوب مشغول ہو گئے، پہلے پہل تو اپنے شہر میں سماع کیا پھر بغداد اور دیگر شہروں کا سفر کیا اور بغداد، جرجان، اسفرائن، نیشاپور، ہرات، مرو، دمشق اور مصر وغیرہ میں شیوخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا، یہاں تک کہ

آپ حدیث کے امام بن گئے۔(الشیرازی، ابواسحاق، الشافعی: طبقات الفقہاء (تحقیق ڈاکٹر احسان عباس) ص ۱۲۷: دار الرائد العربی، بیروت: ۱۹۷۰)

آپ نے دیگر علوم پر بھی توجہ دی، آپ حافظ قرآن بھی تھے اور علوم عربیہ سے بہرہ ور بھی۔آپ نے بغداد کو اپنا وطن بنایا۔وہاں حدیث پڑھائی اور تصنیف و تالیف کا کام کیا اور وفات تک اس سے وابستہ رہے، یہاں تک کہ آپ اپنی موت کے وقت بھی مسعرؒ ابن کدام (م۱۵۳ھ) کی حدیثیں جمع کررہے تھے۔(خطیب ابوبکر بغدادی: تاریخ بغداد، ص۳۷۴/۴؛ ابن کثیر: البدایہ والنہایہ: ص۳۶/۱۲

آپ قرآن و حدیث اور فقہ ونحو کے عالم تھے، آپ نے حدیث کے موضوع پر بہت سی مفید اور عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔(ابن کثیر: البدایہ والنہایہ: ص۳۶/۱۲)

وفات: ابوبکر برقانی یکم رجب ۴۲۵ھ کو بدھ کے روز بغداد میں فوت ہوئے اور جمعرات کے دن سکۃ الحرقی گیٹ کے پاس بڑے قبرستان میں دفن کیے گئے۔جبکہ نماز جنازہ قاضی ابوعلی بن ابی موسیٰ ہاشمی نے پڑھائی۔(خطیب ابوبکر بغدادی: تاریخ بغداد: ص۳۷۶/۴؛ الشیرازی، طبقات الفقہاء: ص۱۲۷)

۵۰۔ ابومنصور ابن الکرخی: ابراہیم بن حسین بن حمکان ابومنصور الصیرفی، جو کہ ابن الکرخی کے نام سے معروف ہیں، چوتھی صدی کے شروع میں پیدا ہوئے (خطیب بغدادی: تاریخ بغداد: ص۵۹/۶)

ابومنصور حدیث اور اس کے علوم کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔آپ نے ان علوم میں کمال حاصل کیا، یہاں تک کہ آپ نے ایسے مشکل و دشوار علم میں تصنیف و تالیف کا ارادہ کیا جس میں صرف نقاد محدثین ہی راہ پاتے ہیں۔اور یہ (مشکل ترین علم) علل حدیث کا علم ہے۔

خطیب نے آپ کی کسی تالیف کا ذکر نہیں کیا، صرف اتنا لکھا ہے کہ آپ ایک مسند معلل تالیف کرنا چاہتے تھے۔(تاریخ بغداد: ص۶۰/۶)

ابومنصور ابن الکرخی، ابوالحسن دارقطنی کے اقران میں سے تھے۔آپ کے اور دارقطنی کے درمیان مضبوط رشتہ قائم رہا، دارقطنی ہر ہفتہ میں ایک دن ان کے ہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔اور دارقطنی نے آپ سے ''المدبج'' میں ایک حدیث روایت کی ہے۔(تاریخ بغداد: ص۵۹/۶)

ابومنصور، دارقطنی سے دو سال پہلے فوت ہوئے۔(تاریخ بغداد: ص:۶۰/۶)

۵۱۔ خطیب بغدادی: تاریخ بغداد: ص:۳۷/۱۲، ۳۸ ۵۲۔ نفس المرجع

۵۳۔ نفس المرجع؛ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، ابوالفرج: المنتظم فی تاریخ الامم والملوک (تحقیق: نعیم زرزور): دار الکتب العلمیہ بیروت: ص۳۷۹/۱۴)

۵۴۔ السخاوی، عبدالرحمٰن: فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث: ص:۳۱۲/۳

۵۵۔ الاشبیلی، ابوبکر محمد بن خیر: فہرست ابن خیر: ص:۲۰۳

۵۶۔ الدارقطنی: العلل الواردہ فی الاحادیث النبویہ: ص۹۶/۱ ۵۷۔ نفس المرجع: ص۱۵۳/۱۔(سوال نمبر۱)

۵۸۔ نفس المرجع: ص۱۷۱/۱، ۹۶ (سوال نمبر ۷) ۵۹۔ نفس المرجع: ۱۷۶/۱، ۹۶ (سوال نمبر ۸)

۶۰۔ نفس المرجع: ص۴۲/۲ (سوال نمبر ۹۹) ۶۱۔ نفس المرجع: ص۹۶/۱، ۴۲/۲ (سوال نمبر ۹۹)

۶۲۔ نفس المرجع: ص۱۸۷/۲ (سوال نمبر ۲۰۹)

۶۳۔ نفس المرجع: ص۷/۲، ۲۹/۳ (سوال نمبر ۸۲، ۲۶۴)

۶۴۔ نفس المرجع: ص۴/۳۷ (سوال نمبر۲۹۱)
۶۵۔ نفس المرجع: ص: ۳/۲۹ (سوال نمبر۲۶۳)
۶۶۔ نفس المرجع: ص: ۳/۱۰
۶۷۔ نفس المرجع: ص: ۳/۲۲۲
۶۸۔ نفس المرجع: ص: ۳/۲۲۳
۶۹۔ نفس المرجع: ص: ۱/۹۷
۷۰۔ نفس المرجع: ص: ۱/۱۵۸، ۱۵۹
۷۱۔ النسائی، احمد بن شعیب، الامام: السنن الصغریٰ: کتاب النکاح، باب النکاح الرجل ابنتہ الکبیرۃ۔ حدیث: ۳۲۶۱: ص۴۵۱؛ العلل الوارۃ فی الاحادیث النبویہ: ص: ۱/۱۵۴
۷۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الامام: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تفسیر ترک الخطبۃ: حدیث ۲۱۴۵: ص۹۲۰؛ النسائی، احمد بن شعیب، الامام: السنن الصغریٰ: کتاب النکاح، باب النکاح الرجل ابنتہ الکبیرۃ۔ حدیث: ۳۲۶۱: ص۴۵۱۔
۷۳۔ البخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث ۴۰۰۵، کتاب النکاح، حدیث ۵۱۲۲، ۵۱۲۹، ۵۱۴۵،؛ النسائی، السنن الصغریٰ، کتاب النکاح۔ حدیث ۳۲۶۱، ص۴۵۱
۷۴۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ: ص۱/۱۵۵
۷۵۔ نفس المرجع: ص۱/۹۰، ۲/۱۲۷
۷۶۔ نفس المرجع: ص۲/۱۲۷
۷۷۔ نفس المرجع: ص۱/۹۰، ۳/۱۴۲
۷۸۔ نفس المرجع: ص۳/۱۴۲، ۱۴۳
۷۹۔ نفس المرجع: ص۱/۹۱؛ ۳/۲۳۰
۸۰۔ نفس المرجع: ص: ۱/۹۱
۸۱۔ نفس المرجع: ص: ۹۱، ۹۲
۸۲۔ نفس المرجع: ۳/۵۳۔۵۹
۸۳۔ نفس المرجع: ص: ۲/۷۵
۸۴۔ نفس المرجع: ص: ۲/۷۶
۸۵۔ نفس المرجع: ص: ۱/۹۲
۸۶۔ نفس المرجع: ص: ۳/۱۰، ۱۱
۸۷۔ نفس المرجع: ص: ۱/۹۲، ۲/۱۲۰
۸۸۔ نفس المرجع: اسئلہ: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۹۲، ۹۳، ۱۶۴۔
۸۹۔ البخاری، صحیح البخاری: کتاب الزکوۃ، حدیث ۱۳۹۹، ص ۲۲۵ ؛ الدارقطنی: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ: ص: ۱/۱۶۲
۹۰۔ الدارقطنی: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ: ص: ۱/۱۶۲، ۱۶۳
۹۱۔ الترمذی: ابوعیسیٰ: جامع الترمذی: ابواب المناقب، باب قول ابی بکر......الخ۔ حدیث ۳۶۶۷: ص ۸۳۵، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض ۱۹۹۹ء، ۱۴۲۰ھ
۹۲۔ الدارقطنی: العلل والواردۃ فی الاحادیث النبویہ: ص: ۱/۲۳۴ (سوال نمبر ۳۷)
۹۳۔ الدارقطنی: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ: ص: ۱/۹۳
۹۴۔ نفس المرجع
۹۵۔ نفس المرجع: ص: ۲/۲۴۹، ۱/۱۵۵، ۳/۵۰، ۲/۱۸۲، ۱۸۳
۹۶۔ نفس المرجع، ص۱/۱۷۰
۹۷۔ نفس المرجع: ص: ۱۷۴، ۲۱۳
۹۸۔ نفس المرجع، ص۱۷۴، ۱۸۶
۹۹۔ نفس المرجع، ص۲۲۰
۱۰۰۔ نفس المرجع: ص: ۱۷۹
۱۰۱۔ نفس المرجع، ص۱۹۴
۱۰۲۔ نفس المرجع، ص۲۱۳
۱۰۳۔ نفس المرجع، ص: ۲۲۰
۱۰۴۔ نفس المرجع، ص۱/۱۴، ۲۱۳
۱۰۵۔ نفس المرجع، ص (i) ۲۲۱ (ii) ۲۲۳ (iii) ۲۲۳ (iv) ۲۲۳ (v) ۲۲۴
۱۰۶۔ نفس المرجع، ص۱/۲۲۲
۱۰۷۔ نفس المرجع، ص (i) ۱/۱۶۰، ۱/۱۸۸ (ii) ۱۶۱ (iii) ۱۷۳
۱۰۸۔ نفس المرجع: ص۱/۱۶۲، ۶۷، ۸۱، ۹۳، ۹۸، ۲۱۴، ۲۰، ۲۳
۱۰۹۔ نفس المرجع: ص: ۳/۲۶۲
۱۱۰۔ نفس المرجع: ص (i) ۱/۱۷۱ (ii) ۱/۱۷۳
۱۱۱۔ نفس المرجع: ص: ۲/۱۷
۱۱۲۔ نفس المرجع: ص (i) ۲/۱۷؛ (ii) ۱/۱۸۶
۱۱۳۔ الذہبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ، تذکرۃ الحفاظ، ص۳/۹۹۳، ۹۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔ ۱۹۵۸ء/۱۳۷۶ھ

۱۱۴۔ الذہبی، تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام، (تحقیق ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمیری) دار الکتب العربی بیروت، واقعات ۳۸۱ تا ۴۰۰، ص ۱۰۳)

۱۱۵۔ ابن کثیر، اختصار علوم الحدیث، مع الباعث الحثیث، ص ۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت س ن

۱۱۶۔ الموطا للمالک مع تنویر الحوالک ص ۱/۱۲۴

۱۱۷۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ، ص ۲/۴۳

۱۱۸۔ محمد بن عبداللہ ابوبکر البزار مراد ہیں۔

۱۱۹۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ، ص: ۳/۱۳

۱۲۰۔ نفس المرجع، ص ۱/۱۵۵؛ صحیح البخاری، حدیث: ۵۱۲۲، ۵۱۲۹، ۵۱۴۵

۱۲۱۔ نفس المرجع، ص ۲/۱۸۲، ۱۸۳؛ صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، حدیث ۸۵۰ ص ۱۳۶ (یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے فتح الباری ص ۲/۹۴)

۱۲۲۔ نفس المرجع: ص ۲/۲۴۹؛ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت: حدیث: ۱۳۶۸، ص ۲۱۹؛ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ......الخ، حدیث ۲۲۰۰ ص ۳۸۲

۱۲۳۔ نفس المرجع، ص ۳/۵۰؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، حدیث: ۱۴۹۲، ص ۲۶۴

۱۲۴۔ الدارقطنی، العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ، ص ۴/۸۳

۱۲۵۔ نفس المرجع، ص: ۲/۴۳

۱۲۶۔ نفس المرجع، ص ۱/۱۰۰

۱۲۷۔ نفس المرجع، ص ۱۰۰، ۱۰۱

۱۲۸۔ نفس المرجع، ص: ۱/۱۰۱